شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

کتاب کا نام : ارشاد السالکین

ملفوظات : شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نور الاسلام صاحب دامت برکاتہم

تاریخ اشاعت : ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

یہ رسالہ جو مرشدی ومولائی حضرت الحاج الشاہ مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے بعض انمول موتیوں کا مجموعہ ہے، جو آپ قرآن واحادیث کے بحرِ بیکراں کی گہرائیوں سے تلاش کر کرکے اپنے سے تعلق جوڑنے والے سالکین کے سامنے پیش فرمارہے تھے اور سالکین اپنے دامن بھر رہے تھے۔ حضرت کے احباب نے اس ناکارہ کو اِن بکھرے ہوئے موتیوں کو جمع کرکے ایک رسالہ کی شکل میں ترتیب دے کر شایع کرانے کی کوشش پر آمادہ کیا۔ بندہ نے احباب کے اس اشارے کو ارشاد کا مقام دے کر اِنْ لَّمْ یُدْرَکْ کُلُّہٗ لَمْ یُتْرَکْ بَعْضُہٗ کے مطابق ان انمول موتیوں جیسے مضامین کو ترتیب دینے کی خدمت کے لیے اپنے کو پیش کیا۔ جس میں خزائن القرآن، توبہ، حسن خاتمہ، حفظِ نظر، حقیقۃ النفس، حقیقۃ التوبہ، حقیقۃ المغفرت، حقیقتِ حیاء، حقیقتِ صبر، اسی طرح سالکین کے روز مرّہ کے معمولات اور خصوصاً حضرات مجازین کے لیے بہت قیمتی نصیحتیں درج کی گئی ہیں۔ اس کے بعد یہ ناکارہ ان دوستوں کا بھی ممنون ہے جن کے توسط سے یہ گوہر پورے بنگلہ دیش کو مل رہا ہے۔ اور اس چمکتے ہوئے ستارے سے پورا بنگلہ دیش منوّر ہو رہا ہے۔ جن حضرات کے توسط اور کوشش سے ہم سب کو یہ دولت ملی وہ، وہ حضرات ہیں جن کے سَر ''خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ڈھاکا نگر'' کی ذمہ داری عائد ہے۔ ان میں خصوصی طور پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ، فرید پوری قدیم خادم خاص حضرت مولانا شمس الحق صاحب فرید پوری رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ مخدومی حضرت الحاج مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم وناظم خانقاہ مذکورہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ کیوں کہ موصوف ہی نے بندۂ ناکارہ اور دیگر خصوصی احباب جیسے حاجی قباد حسین صاحب زید مجدہٗ، حاجی کمال الدین صاحب زید مجدہٗ اور حضرت الحاج مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم محدث جامعہ قرآنیہ لال باغ کو اس دولتِ عظمیٰ کی طرف راہ نمائی فرمائی۔ اور بندہ حضرت مولانا حمایت حسین صاحب مدظلّہ ناظم نشرواشاعت خانقاہ معروف بہ

ترجمان الشیخ کا بھی ممنون ہے کہ اس کی ترتیب اور اس کی نشر واشاعت میں مولانا کی خاصی حمایت حاصل رہی۔ اور جناب حاجی کمال الدین صاحب زید مجدہٗ مہتمم مدرسہ فرقانیہ ڈھاکا نگر ڈھاکہ اور ڈائریکٹر کمال پریس لمیٹڈ ڈھاکہ کا بھی شکر گزار ہے کہ اس کی کتابت وطباعت اور اس کے اسباب کی فراہمی میں موصوف کی کوشش قابلِ قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو تمام مسلمانوں کے لیے نافع اور دین ودنیا کی بھلائی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

افتتاحیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

ہمارے حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا پہلا سفر جب بنگلہ دیش میں ہوا تو یہاں کے کچھ حضرات، حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بعد میں ان ہی حضرات کی درخواست پر کئی دفعہ تشریف آوری کا اتفاق ہوا اور بنگلہ دیش کے مختلف اضلاع میں بھی سفر کرنے کی نوبت آئی اور ہر ہر علاقہ کے جمِ غفیر حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت ہو کر سلسلہ میں داخل ہوئے، جن میں کافی تعداد محدثین اور علماء کرام کی ہے اور ان کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے ہر ایک کو الگ الگ معمولات کا بتلانا مشکل ہے، پھر بعض لوگ بتلائے ہوئے معمولات کو بھول جاتے ہیں اس لیے ہماری درخواست پر سہولت کی خاطر ان روز مرہ کے معمولات اور اس کے ساتھ کچھ دوسرے مفید مضامین اور نصیحتیں قلم بند کروادیے گئے تاکہ ان کو چھپوا کر شایع کردیا جائے اور اپنے متوسلین کے لیے خصوصاً اور دوسرے حضرات کے لیے عموماً اس سے نفع پہنچے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ سب کے لیے آسان فرمائے اور سب کو نفع بخشے، آمین ثم آمین۔

المرتب

بندہ محمد نور الاسلام عفا اللہ عنہ

خادم جامعہ اسلامیہ ضمیریہ، پٹیہ، چاٹگام

حقیقتِ توبہ

قَالَ اللہُ تَعَالٰی عَزَّ شَانُہٗ

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ[۱]

توبہ کی اقسام اور اس کے قبول ہونے کی شرائط

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

کُلُّ ابْنِ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ[۲]

اولادِ آدم کا ہر ہر فرد خطاؤں کا پُتلا ہے اور بہترین خطاکار اولادِ آدم میں وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ محدث کبیر ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایۂ ناز کتاب "مرقاۃ" شرح مشکوٰۃ شریف میں تَوَّابُوْنَ کی شرح رَجَّاعُوْنَ سے فرماتے ہیں۔ اس شرح کے اعتبار سے توّابون کی تین قسمیں ہوں گی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان تین اقسام کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں:

وَلِلرَّجَّاعِیْنَ ثَلَاثَۃُ اَقْسَامٍ:

اَحَدُھَا: اَلرَّجَّاعُوْنَ مِنَ الْمَعْصِیَۃِ اِلَی الطَّاعَۃِ، وَھِیَ تَوْبَۃُ الْعَوَامِ

رجوع کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں:

۱) وہ لوگ جو ترکِ معصیت کرکے طاعتِ خداوندی کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں (یہ لوگ عوام الناس ہیں)۔ اور یہ توبہ عوام کی توبہ ہے۔

ثَانِیْھَا: اَلرَّجَّاعُوْنَ مِنَ الْغَفْلَۃِ اِلَی الذِّکْرِ وَالتَّیَقُّظِ، وَھِیَ تَوْبَۃُ الْخَوَاصِ

۲) وہ لوگ جو غفلت سے رجوع کرکے یادِ الٰہی میں مشغول اور خوابِ غفلت سے بیدار ہونے والے ہیں (یہ لوگ خواص ہیں)۔ اور یہ توبہ، توبۃ الخواص کہلاتی ہے۔

ثَالِثُھَا: اَلرَّجَّاعُوْنَ مِنَ الْغَیْبَۃِ اِلَی الْحُضُوْرِ، وَھِیَ تَوْبَۃُ اَخَصِّ الْخَوَاصِ

---

۱ ھود: ۹۰

۲ جامع الترمذی: ۲/۷۶، باب الاستغفار والتوبۃ، ایچ ایم سعید

۳)وہ لوگ جو غیبوبت سے حضوری کی جانب رجوع کرتے ہیں (یہ لوگ اخص الخواص ہیں)اور یہ توبہ توبۂ اخص الخواص کہلاتی ہے۔

خطاکاروں کی اقسام

اس کے بعد ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَعَلٰى هٰذَا لِلْخَطَّائِيْنَ اَيْضًا ثَلَاثَةُ اَقْسَامٍ

اور ایسے ہی خطاکاروں کی بھی تین قسمیں ہیں:

اَلْاَوَّلُ: اَلَّذِيْنَ يَاْتُوْنَ بِفَاحِشَةٍ اَوْ يَظْلِمُوْنَ اَنْفُسَهُمْ

۱) وہ لوگ جو بُرائی اور فحش امور کا ارتکاب کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اَلثَّانِيْ: اَلتَّارِكُوْنَ لِلذِّكْرِ وَالتَّيَقُّظِ (اَيْ اَلْوَاقِعُوْنَ فِي الْغَفْلَةِ)

۲) وہ لوگ جو ذکر و بیداری کو چھوڑ کر خوابِ غفلت میں مست رہتے ہیں۔(یعنی جو لوگ حقوق اللہ میں کوتاہی کرتے ہیں، یا بندوں کے حقوق تلف کرتے ہیں)

اَلثَّالِثُ: اَلْوَاقِعُوْنَ فِي الْغَيْبَةِ عَنِ الْحُضُوْرِ[۳]

۳)خطاکاروں کی قسم ثالث میں وہ لوگ ہیں جو حضوری سے غافل ہو کر غیبت میں پڑے رہتے ہیں۔

شرائطِ قبولیتِ توبہ

علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم شریف اپنی مایۂ ناز تصنیف شرح نووی میں فرماتے ہیں لِلتَّوْبَةِ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ تین شرائط ہیں جن پر قبولیتِ توبہ کا دارومدار ہے:

اَلْاَوَّلُ: اَنْ يَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ

۱)معصیت کو بالکلیہ چھوڑ دے (اور گناہ کے وہم و گمان سے بھی ترش روئی برتے)۔

اَلثَّانِيْ: اَنْ يَّنْدَمَ عَلَيْهَا (وَتَفْسِيْرُ النَّدَمِ: تَاَلُّمُ الْقَلْبِ)

۲)سابقہ گزرے ہوئے لمحاتِ معصیت اور گناہ کے ارتکاب پر دل میں احساسِ ندامت پیدا ہو جائے۔ (صاحبِ روح المعانی کی شرح کے مطابق ندامت کے معنیٰ ہیں قلب کو احساسِ تکلیف ہونا)

---

۳ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۰۶،باب اسماء اللہ تعالیٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اَلثَّالِثُ: اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِهَا اَبَدًا[۴]

۳) یہ ہے کہ توبہ کرنے والا کبھی بھی ایسی معصیت کی طرف عود نہ کرنے کا عزمِ مصمم کرے۔

یہ شرائط ان معصیتوں سے توبہ کرنے کی ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ یعنی جن کے ارتکاب سے معبودِ حقیقی اور محسنِ ازلی کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ اس کے بعد علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور شرط اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

وَاِنْ کَانَ الذَّنْبُ مُتَعَلِّقًا بِبَنِیْ اٰدَمَ فَالشَّرْطُ الرَّابِعُ: رَدُّ الْمَظْلِمَۃِ اِلٰی صَاحِبِهَا، وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَالْاِعْتِذَارُ اِلَیْهِ[۵]

(لیکن) اگر وہ معصیت حقوق العباد سے متعلق ہے یعنی عاصی نے بندوں کے حقوق ضایع کیے ہیں تو اس کی توبہ کے لیے ایک چوتھی شرط اور ہو گی کہ اس نقصان کو صاحبِ حق تک پہلے پہنچادے (پھر سابقہ مذکورہ شرائط کے مطابق توبہ کرے) اور ضایع شدہ حق صاحبِ حق تک نہ پہنچا سکتا ہو یعنی استطاعت نہ ہو تو اس سے معاف کرالے۔

خزائن القرآن

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَیْبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا فِیْ لَیْلَۃِ مَطَرٍ وَّظُلْمَۃٍ شَدِیْدَۃٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَکْنَاهُ، فَقَالَ قُلْ، قُلْتُ: مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُصْبِحُ وَحِیْنَ تُمْسِیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ (اَیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ اَوْ کُلِّ وِرْدٍ یُّتَعَوَّذُ بِهٖ)[۶]

حضرت عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش کی اور شدید اندھیری رات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہہ۔ میں نے عرض کیا: کیا کہوں؟ فرمایا: صبح وشام تین تین مرتبہ سورۂ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور

[۴] روح المعانی: ۱/۲۳۷، البقرۃ (۳۷)، دار احیاء التراث، بیروت

[۵] شرح مسلم للنووی: ۲/۳۴۶، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

[۶] سنن ابی داؤد: ۲/۳۳۷، باب مایقول اذا اصبح، ایچ ایم سعید

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (پڑھ لیا کرو) یہ تجھے ہر چیز (یعنی ہر شر اور جن چیزوں سے ان میں پناہ مانگی جاتی ہے) سے حفاظت کے لیے کافی ہوں گی۔

وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَقَرَأَ ثَلٰثَ اٰیَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْحَشْرِ وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یُّصَلُّوْنَ عَلَیْہِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ مَاتَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مَاتَ شَھِیْدًا وَمَنْ قَالَھَا حِیْنَ یُمْسِیْ کَانَ بِتِلْکَ الْمَنْزِلَۃِ[7]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور اس کے بعد ایک مرتبہ سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے آخر سورت تک پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، اگر اس دن میں وہ مرگیا تو شہادت کی موت حاصل ہوگی، اور جس نے شام کو یہی کلمات ایک مرتبہ پڑھ لیے تو (صبح تک) یہی درجہ اس کو حاصل ہوگا۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ کُلَّ یَوْمٍ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ کَفَاہُ اللّٰہُ مَا اَھَمَّہٗ[8] مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَاَمْرِ الْاٰخِرَۃِ[9]

قَالَ الْعَلَّامَۃُ الْاٰلُوْسِیُّ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وِرْدُ ھٰذَا الْفَقِیْرِ[10]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح وشام سات مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

۷؎ جامع الترمذی:۲/۱۲۰، ابواب فضائل القراٰن، ایچ ایم سعید

۸؎ ھَمٌّ اُس غم کو کہتے ہیں جو انسان کو گھلا دے اور حُزْن اس سے کم تر ہوتا ہے۔ (کذا فی المرقاۃ)

۹؎ کنز العمال:۲/۱۶۴(۳۵۸۸)، الباب الثامن، الدعاء، مؤسسۃ الرسالۃ

۱۰؎ روح المعانی:۱۱/۵۴، التوبۃ(۱۲۹)، دار احیاء التراث، بیروت

پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا وآخرت کے غم (دور کرنے) کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے معمولات میں سے ہے۔

حسنِ خاتمہ کے خاص نسخے

اس دعا کا اہتمام کریں

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ[۱۱]

اس دعا کو کثرت سے پڑھنا، بالخصوص فرض نمازوں کے بعد۔ کیوں کہ اس کے اندر استقامت علی الدّین کی دعا ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ہے۔ کیوں کہ رحمت سے مراد استقامت علی الدّین ہے، بلفظ دیگر اَلْمُرَادُ بِالرَّحْمَةِ اَلْاِنْعَامُ الْخَاصُّ وَهُوَ التَّوْفِيْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَى الْحَقِّ (آیت میں مذکور) اس رحمت سے مراد انعام خاص ہے اور وہ دینِ حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے ثبات علی الدین کے لیے دعا فرماتے رہے۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ، قَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّهُ لَيْسَ اٰدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ فَتَلَا مُعَاذٌ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ[۱۲]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا فرماتے "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم فرما" میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے جو آپ یہی دعا کثرت سے فرماتے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا " دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، جب تک چاہتے ہیں استقامت پر قائم رکھتے ہیں اور وہ مستقیم رہتا ہے، اور جب

[۱۱] اٰل عمرٰن:۸

[۱۲] جامع الترمذی:۲/۱۹۲،باب ما جاء فی جامع الدعوات،ایچ ایم سعید

چاہتے ہیں کجی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل نے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔ الخ تلاوت کی۔ اے ہمارے رب! راہِ راست عطا کرنے کے بعد ہمارے دلوں کو بد راہ مت کیجیو، اور اپنی بارگاہ سے ہمیں استقامت علی الدین عطا فرما، بلاشبہ تو عطا فرمانے والا ہے۔"

لفظ ہبہ سے اشارہ کر دیا کہ بندے کی طرف سے اس کا معاوضہ نہیں ہو سکتا ہے۔

لِاَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُ تَعَالٰى شَاْنُهٗ تَفَضُّلٌ مَحْضٌ مِنْ غَيْرِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ، كَذَا فِي الرُّوْحِ[۱۳]

کیوں کہ یہ عطائے توفیق کلیتاً فضلِ الٰہی ہے، اللہ پر عطا کا لازمی ہونے کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ[۱۴]

"تحقیق جنہوں نے (دل سے اقرار کیا اور) کہا رب ہمارا اللہ ہے اور پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔" اس آیتِ قرآنی میں استقامت علی الدین پر جنّت کی بشارت ہے اور جنّت کی بشارت جب ہی ہو گی جب ایمان پر خاتمہ ہو۔

اہل اللہ کی محبت و صحبت

کیوں کہ اس پر حلاوتِ ایمان کا وعدہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ

جس شخص کو تین چیزیں حاصل ہو گئیں ان کے سبب اس کو حلاوتِ ایمانی مل جاتی ہے

۱۔ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا جس کو اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جائیں۔

۲۔ وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ جو کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہو۔

[۱۳] روح المعانی: ۹۰/۳، اٰل عمرٰن (۹)، دار احیاء التراث، بیروت
[۱۴] حٰمٓ السجدۃ: ۳۰

۳۔وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ[۱۵] اور جس کو اللہ نے کفر سے نجات دے دی ہو پھر دوبارہ کفر اختیار کرنا اس کو آگ میں ڈال دیے جانے کی طرح ناگوار و ناپسندیدہ ہو جائے۔

ملّا علی قاری اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا وَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ[۱۶]

اور حدیث میں آیا ہے کہ حلاوتِ ایمان جب دل میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے کبھی نہیں نکلتی (یا نکالی نہیں جاتی) اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت حکیم الامّت نور اللہ مرقدہٗ نے اس شعر کے متعلق فرمایا کہ صحبتِ اولیاء میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہو جاتی ہے جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا، خواہ گناہ اور فسق وفجور سبھی کچھ اس سے وقوع میں آویں لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاوے۔ مردودیت تک کبھی نوبت نہیں پہنچتی۔ برخلاف اس کے ہزار برس کی عبادت میں بذاتہٖ یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے۔ چناں چہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی لیکن وہ اس کو مردودیت سے نہ روک سکی۔ یہی معنٰی ہیں اس شعر کے۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ ایسی چیز جو مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے ہزار ہا سال کی اس عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو۔[۱۷]

اسی کا نام حلاوتِ ایمان ہے۔ مرغی کی گرمی سے مردہ انڈے میں جان آجاتی ہے کیا اہل اللہ کی صحبت سے ایک زندہ انسان میں اثر نہیں آسکتا؟

---

۱۵ صحیح البخاری:۱/۷ (۲۱)، من کرہ ان یعود فی الکفر، المکتبۃ المظہریۃ

۱۶ مرقاۃ المفاتیح:۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

۱۷ حسن العزیز:۱۵

محبتِ للّٰہیہ کی پانچ شرطیں

اَیْ لَا یُحِبُّہٗ لِغَرَضٍ وَعَرَضٍ وَعِوَضٍ وَلَا یَشُوْبُ مَحَبَّتُہٗ بِحَظٍّ دُنْیَوِیٍّ وَلَا بِاَمْرٍ بَشَرِیٍّ بَلْ مَحَبَّتُہٗ تَکُوْنُ خَالِصَۃً لِلّٰہِ تَعَالٰی فَیَکُوْنُ مُتَّصِفًا بِالْحُبِّ فِی اللّٰہِ وَدَاخِلًا فِی الْمُتَحَابِّیْنَ لِلّٰہِ[۱۸]

یعنی نہ تو وہ اس (شخص) سے محبت کسی مفاد کے لیے کرتا ہو نہ مال کے لیے نہ کسی احسان کے بدلے میں، اور اس کی محبت کسی دنیوی منفعت اور ذاتی معاملے کے باعث نہ ہو، بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہو تب وہ اللہ کے لیے محبت کرنے والوں میں شمار ہوگا۔

حلاوتِ ایمان کی پانچ علامتیں

اور حلاوتِ ایمان حاصل ہونے کی پانچ علامتیں ہیں:

۱۔ اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ عبادت وطاعت میں مزہ آنے لگتا ہے۔

۲۔ اِیْثَارُہَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّہَوَاتِ وَالْمُسْتَلَذَّاتِ لذّات وشہوات پر کنٹرول حاصل ہو جاتا ہے۔

۳۔ تَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِی الْمُصِیْبَاتِ مصائب ومشکلات میں صبر وبرداشت حاصل ہو جاتا ہے۔

۴۔ تَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِیْ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اللہ اور رسول کی رضامندی کے حصول میں مصائب ومشکلات برداشت کرنے کی قوّت وہمت حاصل ہو جاتی ہے۔

۵۔ اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ[۱۹] ہر حال میں رضاء بالقضاء کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ قضاء کی تین قسمیں ہیں جو حدیث سے مستنبط ہیں:

اِنَّ لِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثَلٰثَۃَ اَقْسَامٍ: مُنَزَّلٌ، مُعَلَّقٌ، مُبْرَمٌ فَالْاَوَّلَانِ یَثْبُتَانِ مِنْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ[۲۰]

---

۱۸ مرقاۃ المفاتیح:۱/۷۵، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

۱۹ مرقاۃ المفاتیح:۱/۷۴، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

۲۰ جامع الترمذی:۲/۱۹۵، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، المکتبۃ القدیمیۃ

قضائے الٰہیہ کی تین قسمیں ہیں: قضائے منزل، قضائے معلق، قضائے مبرم۔ پہلی دو اسی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا کے ذریعے نازل شدہ مصیبت ہٹ جاتی ہے اور جو نازل ہونے والی ہو وہ روک لی جاتی ہے۔ لٰہذا اللہ کے بندو! دعا متواتر کرتے رہو۔

وَالثَّالِثُ يَثْبُتُ مِنْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مَنْزِلَةٌ مِّنَ اللهِ وَلَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَهٗ لِمَنْزِلَةِ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ[۲۱]

اور تیسری اس حدیث پاک سے ثابت ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے لیے اللہ کی طرف سے مقامِ بلند درجات مقرر ہوتا ہے مگر وہ اپنے عمل کے ذریعے اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا تو اللہ اس کو اس کے جسم یا مال یا اولاد کے غم میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر اس پر اس کو صبر کی قوت و توفیق عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ بندے کو اس مقامِ بلند پر پہنچا دیتے ہیں جو اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے لیے مقرر ہے۔

اس کے بعد ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَتَلَذَّذُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَتَلَذَّذُ اَهْلُ الدُّنْيَا بِالنَّعْمَاءِ[۲۲]

''اس تیسری صورت میں دعا کی برکت سے بندہ ایسے لذّت محسوس کرنے لگتا ہے جیسے دنیا والے دنیاوی نعمتوں سے لذت محسوس کرتے ہیں۔'' دعا کی برکت سے یوں لذت محسوس ہوتی ہے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ میں لذت حاصل ہو رہی تھی اسی لیے تو انہوں نے کہا تھا رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ[۲۳]

آنچنا نش اُنس و مستی داد حق
کہ نہ زنداں یادش آمد نے غسق

(رومی رحمۃ اللہ علیہ)

---

[۲۱] مسند احمد بن حنبل: ۲۹/۳۷،(۲۲۳۳۸)، مؤسسة الرسالة
[۲۲] مرقاة المفاتيح: ۱۲۲/۵،(۲۲۳۴)، كتاب الدعوات، دار الكتب العلمية، بيروت
[۲۳] یوسف: ۳۳

نظر کی حفاظت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ [۲۴]

کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ [۲۵]

وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہوا ہے سینوں میں۔

لہٰذا نظر کی حفاظت کی از حد ضرورت ہے کیوں کہ اس پر بھی حلاوتِ ایمان کا وعدہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهِ [۲۶]

نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے اس (نظر بد) کو میرے خوف سے ہٹالیا تو میں اس کے بدلے میں اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ بندہ اپنے قلب میں پائے گا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا [۲۷]

اللہ تعالیٰ نے **لَا تَقْرَبُوْا** فرمایا۔ اور **لَا تَقْرَبُوْا** کا یہ "**لَا**" اللہ تعالیٰ کا "**لا**" ہے، جو شخص اس

---

۲۴ النور: ۳۰-۳۱

۲۵ المؤمن: ۱۹

۲۶ کنز العمال: ۵/۳۲۸، (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا و الخلوۃ بالاجنبیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ/ المستدرک للحاکم: ۴/۳۳۹ (۷۸۷۵)

۲۷ البقرۃ: ۱۸۷

"لَا" کی حفاظت کرے گا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ لَا تَفْعَلُوْا میں رہے گا اور جس نے اس "لَا" کو اٹھا دیا تو تَقْرَبُوْا ہو جائے گا پھر تو بس تَفْعَلُوْا ہو کر اس میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے اور تَفْعَلُوْا ہو گیا تو ہوتے ہوتے خاتمہ علی الکفر ہونے کی نوبت آسکتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ۔ اور حفاظتِ نظر کے متعلق حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے مطبوعہ نصیحت نامہ کی نقل اس کے بعد آرہی ہے۔

اذان کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا پڑھنا

جو شخص اذان کا جواب دے گا اور اس کے بعد دعا پڑھے تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ حدیث میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ[۲۸]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مؤذن (کی اذان) سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو، جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس کے بدلے میں اس پر دس گنا رحمت بھیجے گا، پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، یہ جنّت کا ایک مرتبہ ہے جو صرف اللہ کے ایک بندے کو عطا ہو گا اور امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا، پس جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت لازم ہو جائے گی۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ

۲۸؎ صحیح مسلم: ۱/۱۶۶، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسئل له الوسیلة، ایچ ایم سعید

اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ[۲۹]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے: ترجمہ: ”اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے مالک! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمادے اور ان کو اس مقامِ محمود پر پہنچادے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔“ قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

وَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لِاَنَّ الشَّفَاعَةَ لَاتَکُوْنُ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ[۳۰]

اس حدیث میں حسنِ خاتمہ کی بشارت کی طرف اشارہ ہے، کیوں کہ شفاعت ایمان (پر خاتمہ) کے بغیر نہ ہوگی۔

مسواک کرنا

جو شخص وضو میں مسواک پابندی کے ساتھ کرتا رہے گا مرتے وقت اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کلمۂ شہادت جاری کر دیں گے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مسواک کے فوائد کی فہرست میں اس حسنِ خاتمہ کے فائدے کو بھی ذکر فرمایا ہے:

اِنَّ سُنَّةَ السِّوَاکِ تُسَهِّلُ خُرُوْجَ الرُّوْحِ

سنتِ مسواک کی برکت سے روح آسانی سے نکلتی ہے۔

وَتُذَکِّرُ کَلِمَةَ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ[۳۱]

اور موت کے وقت کلمۂ شہادت نصیب ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلسِّوَاکُ مِطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ[۳۲]

۲۹؎ صحیح البخاری: ۸۶/۱ (۶۱۸)، باب الدعاء عند النداء، المکتبۃ المظہریۃ/السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۱۰/۱ (۲۰۰۹)، دائرۃ المعارف النظامیۃ، ھند

۳۰؎ مرقاۃ المفاتیح: ۷۴/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۳۱؎ ردالمحتار علی الدر المختار: ۲۳۶/۱، باب سنن الوضوء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۳۲؎ سنن ابن ماجۃ: ۲۵، (۲۸۹)، باب السواک، المکتبۃ القدیمیۃ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف ستھرا کرنے والی اور اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔

ایمان پر خاتمہ نصیب ہو گا جب ہی تو یہ رضائے حق اس پر مرتب ہو رہی ہے۔

صدقہ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ الصَّدَقَۃَ تُطْفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ[۳۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت سے حفاظت کرتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بُری موت سے حفاظت کا مطلب سوءِ خاتمہ سے حفاظت مراد ہے۔[۳۴]

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ الصَّدَقَۃَ تَمْنَعُ الْبَلَاءَ فِی الْحَالِ وَتَدْفَعُ سُوْءَ الْخَاتِمَۃِ فِی الْمَاٰلِ[۳۵]

صدقہ بلا سے حفاظت کا سبب ہے فی الحال (دنیا میں) اور سوءِ خاتمہ سے حفاظت کا سبب ہے انجام کار (فی المآل یعنی موت کے وقت۔)

موجودہ ایمان پر شکر بجالانا

قرآن کریم میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے:

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ[۳٦]

اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو۔

۳۳؎ جامع الترمذی: ۱/۱۴۴، ابواب الزکوٰۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

۳۴؎ حاشیۃ مشکوٰۃ: ۱٦۸

۳۵؎ مرقاۃ المفاتیح: ۴/۳۵۲، (۱۹۰۹)، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۳٦؎ ابراھیم: ۷

حقیقتِ نفس

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ[۳۷]

بے شک نفس بہت زیادہ برائی کا حکم کرنے والا ہے، مگر جس وقت میرے پروردگار کی رحمت وعصمت متوجہ ہو۔

مفسر کبیر علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلۡاَمَّارَۃُ اَیۡ لَکَثِیۡرَۃُ الۡاَمۡرِ بِالسُّوۡءِ

یعنی بہت زیادہ بُرائی کا حکم دینے والا۔

اور علامہ آگے مزید شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وَالۡاَلِفُ وَاللَّامُ فِی السُّوۡءِ جِنۡسِیٌّ فَیَشۡمَلُ کُلَّ قِسۡمٍ وَّکُلَّ نَوۡعٍ مِّنَ الۡمَعَاصِی الۡاٰتِیَۃِ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ

السّوء میں الف لام جنسی ہے۔ اور جنس کی تعریف حضراتِ مناطقہ کے قول کے مطابق یہ ہے کہ ”جنس: وہ کلی ہے جو انواع مختلفۃ الحقائق پر مشتمل ہو۔ یعنی قیامت تک جتنے بھی انواعِ معاصی وجود پذیر ہوں گے سب نفس ہی کی مدد سے ہوں گے۔

اس کے بعد علامہ فرماتے ہیں:

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ: فَھُنَا مَا مَصۡدَرِیَّۃٌ ظَرۡفِیَّۃٌ زَمَانِیَّۃٌ فَیَکُوۡنُ الۡمَعۡنٰی اِلَّا فِیۡ وَقۡتِ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡ وَعِصۡمَتِہٖ[۳۸]

مَا مصدریہ ظرفیہ زمانیہ ہے۔ اس تفسیر کے مطابق تقدیر عبارت یہ ہوگی: اِلَّا فِیۡ وَقۡتِ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡ وَعِصۡمَتِہٖ یعنی نفس تو بہت زیادہ بُرائی کا حکم کرنے والا ہے اور نفس ہر وقت اپنے اس عملِ قبیح میں مشغول رہتا ہے مگر ہاں وہ اوقات مستثنیٰ ہیں جن میں خدائے برتر کی رحمتِ خاصّہ متوجہ ہو۔ نیز آگے علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

۳۷؎ یوسف:۵۳

۳۸؎ روح المعانی:۱۳/۲،یوسف(۵۳)،دار احیاء التراث،بیروت

اَلنَّفْسُ کُلُّھَا ظُلْمَۃٌ وَّسِرَاجُھَا التَّوْفِیْقُ[۳۹]

نفس سارا کا سارا سراپا ظلمت ہے اور رہا اس کا چراغ (جو اس ظلمت اور تاریکی کے ختم کرنے میں معاون ثابت ہو) وہ توفیقِ خداوندی ہے۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

اَلْجَسَدُ کَثِیْفٌ وَالرُّوْحُ لَطِیْفٌ وَالنَّفْسُ بَیْنَھُمَا مُتَوَسِّطَۃٌ[۴۰]

جسم ایک گاڑھی چیز ہے (جس میں کثافت ہے) اور روح انتہائی لطیف اور باریک شے ہے اور نفس ان دونوں کے بین بین درمیانی شے ہے۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلنَّفْسُ ھِیَ الْمَرْغُوْبَاتُ الطَّبْعِیَّۃُ غَیْرُ الشَّرْعِیَّۃِ

نفس کا اطلاق ان طبعی مرغوبات پر ہو گا جو شریعت کے مخالف ہوں۔

مغفرت کی حقیقت

قَالَ اللہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: وَاعْفُ عَنَّا وقفۃ وَاغْفِرْ لَنَا وقفۃ وَارْحَمْنَا وقفۃ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ[۴۱]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: (اے پروردگارِ عالم!) ہمیں معاف فرما، اور ہماری مغفرت فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے، پس اے اللہ! کافر قوموں کے مقابلے میں ہماری نصرت فرما۔

مفتیٔ بغداد مفسرِ کبیر اپنی تفسیر روح المعانی میں وَاعْفُ عَنَّا کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَاعْفُ عَنَّا اَیْ اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا مَعَ شَوَاھِدِھَا[۴۲]

---

[۳۹] روح المعانی: ۸/۱۳، یوسف (۹۶)، دار احیاء التراث، بیروت

[۴۰] مرقاۃ المفاتیح: ۲۴۵/۱ (۱۶۷)، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، المکتبۃ الامدادیۃ

[۴۱] البقرۃ: ۲۸۶

[۴۲] روح المعانی: ۷۱/۳، البقرۃ (۲۸۶)، دار احیاء التراث، بیروت

(عفو کی تفسیر یہ ہے کہ) اے اللہ! ہمارے معاصی کے نشانات تک کو حتّٰی کہ ان کے شواہد کو (بھی) مٹا دے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی ان شواہد کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالشَّوَاهِدُ عَلَيْهَا اَرْبَعَةٌ: اَحَدُهَا: اَلْاَرْضُ الَّتِیْ تَكُوْنُ الْمَعَاصِیْ عَلٰى ظَهْرِهَا كَمَا نَطَقَ بِهَا الْقُرْاٰنُ الْحَكِيْمُ: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا[۴۳]

گناہوں کے شواہد چار ہوسکتے ہیں: وہ زمین اور وہ جگہ جس کی پشت پر گناہوں کا صدور ہو۔ جیسا کہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشادِ باری ہے: ’’اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن زمین اپنے سارے رازوں کو اگل دے گی۔‘‘

ثَانِيْهَا: اَلْاَعْضَاءُ الَّتِیْ تَصْدُرُ عَنْهَا الْمَعَاصِیْ كَمَا قَالَ تَعَالٰى: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[۴۴]

وہ اعضاء ہیں جن سے معاصی کا صدور ہوتا ہے۔ جیسا کہ (قرآنِ کریم میں) فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ’’آج (یعنی روزِ قیامت) ان (عاصیوں) کے مونہوں پر (یعنی ان کی زبانوں پر) مہرِ سکوت لگادیں گے (اور ان کے اعضاء جواب دیں گے جن سے ارتکابِ معاصی میں مدد لی تھی) اور ان کے ہاتھ ہم سے تکلّم کریں گے (اور اپنے کرتوتوں کو کھول کر رکھ دیں گے) اور ان کے پیر ان کے کیے ہوئے اعمال کے متعلق گواہی دیں گے۔‘‘

ثَالِثُهَا: صَحَائِفُ الْاَعْمَالِ الَّتِیْ تُكْتَبُ فِيْهَا اَعْمَالُ سَائِرِ النَّاسِ كَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا[۴۵]

نامۂ اعمال ہے جس میں انسان کا عمل لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ (قرآنِ کریم میں) ارشادِ باری ہے: ’’اور ہم قیامت کے دن ہر کس وناکس کے اعمال ان کی گردن پر لادیں گے، قیامت کے دن

---

۴۳ الزلزال: ۴
۴۴ یٰسٓ: ۶۵
۴۵ بنی اسرآءیل: ۱۳

ان کے لیے اعمال کا دفتر نکالیں گے اور انسان اس اعمال نامے کو کھلا ہوا پائے گا۔“

وَفِیْ اٰیَةٍ اُخْرٰی قَالَ تَعَالٰی: وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ[۴۶]

ہر وہ عمل جو انسان نے کیا وہ اس کے اعمال نامے میں موجود ہے۔ اور ہر چھوٹا بڑا عمل خدا کے یہاں درج شدہ ہے۔

رَابِعُهَا: اَلْمَلٰٓئِكَةُ الَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ اَعْمَالَ الْعِبَادِ وَیَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ كَمَا جَآءَ فِی الْقُرْاٰنِ الْكَرِیْمِ:

وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ[۴۷]

چوتھا شاہد: وہ فرشتے ہیں جو بندوں کے اعمالِ نویسی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اور جو تمہارے اعمال وافعال کو جانتے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

بے شک تم پر نگہبان فرشتے ہمہ وقت اپنی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔ جو بہت معزز لوگ ہیں اور لکھنے والے، جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

وَاغْفِرْلَنَا بِسَتْرِ الْقَبِیْحِ وَاِظْهَارِ الْجَمِیْلِ[۴۸]

اور اے اللہ! ہماری مغفرت کا فیصلہ فرما۔

یعنی ہمارے اعمالِ قبیحہ کی پردہ پوشی فرما کر اور اعمالِ صالحہ کو ظاہر کرکے۔

وَارْحَمْنَا اَیْ اٰتِنَا مِنَ الْمَزِیْدِ وَتَفَضَّلْ یَا رَبَّنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِاَفَانِیْنِ الْعِقَابِ[۴۹]

اور اے اللہ! اپنی رحمت کو ہم پر نچھاور فرما۔ یعنی ہمارے اعمال کی وجہ سے مختلف سزاؤں کے مستحق ہونے کے باوجود قسم قسم کی نعمتوں کے ذریعے ہم پر اپنا فضل فرما۔ اور آگے فرماتے ہیں:

۴۶؎ القمر: ۵۲-۵۳

۴۷؎ الانفطار: ۱۰-۱۲

۴۸؎ روح المعانی: ۳/۱۷، البقرۃ (۲۸۶)، دار احیاء التراث، بیروت

۴۹؎ روح المعانی: ۱۱/۴۲، التوبۃ (۱۱۸)، دار احیاء التراث، بیروت

وَمِنْهُ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

اسی سے ارحم الراحمین بھی ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق محدثِ کبیر شیخ جلیل شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ثناء اللہ تو اپنے وقت کے امام بیہقی ہیں۔ انہوں نے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ کی تفسیر کی ہے:

اَنْتَ اَرْحَمُ اِلَیْنَا مِنْ اَنْفُسِنَا عَلَیْنَا[۵۰]

اے اللہ تو ہی ہم پر ہماری نفس وجان سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا اَیْ اَنْتَ سَیِّدُنَا وَمَا لِکُنَا وَمُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا[۵۱]

یعنی آپ ہی ہمارے سید ہیں اور آپ ہی ہمارے کارساز ہیں اور آپ ہی ہمارے تمام امور کے متولی ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

وَمِنْ لَطَائِفِ هٰذِهِ الْاٰیَةِ الْکَرِیْمَةِ:

اِخْتِیَارُ الضَّمِیْرِ الْبَارِزِ فِیْ ''اَنْتَ مَوْلٰنَا'' بَعْدَ الضَّمِیْرِ الْمُسْتَتِرِ مِنْ قَبْلِ اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ التَّکَلُّمَ بِغَیْرِ حِجَابٍ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اِلَّا بَعْدَ الْعَفْوِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبَعْدَ اِخْرَاجِهٖ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ لِاَنَّ الْاِنْسَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ یَکُوْنُ مَغْفُوْرًا وَمَرْحُوْمًا وَمَحْبُوْبًا: فَصَارَ شَانُهٗ اَنْ یَّتَکَلَّمَ بِلَا وَاسِطَةٍ وَلَا حِجَابٍ کَمَا فِی الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ: اَنْتَ مَوْلٰنَا

''اس آیت کے لطائف میں سے ہے کہ اَنْتَ مَوْلٰنَا میں اللہ ربّ العزت نے ضمیر بارز (ظاہر) کو اختیار فرمایا حالاں کہ اس سے پہلے (وَاعْفُ عَنَّا، وَاغْفِرْلَنَا، وَارْحَمْنَا میں) ضمیر مستتر (فعل میں چھپی ہوئی) کو استعمال کیا ہے۔ اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اللہ رب العزت کے ساتھ بلا حجاب تکلّم کرنا زیبا نہیں ہے مگر عفو اور مغفرت اور رحمتِ من اللہ کے بعد (یعنی

---

۵۰ التفسیر المظهری: ۴۱۳/۳، الاعراف (۱۵۴)، المکتبة الرشیدیة

۵۱ روح المعانی: ۷۱/۳، البقرة (۲۸۶)، دار احیاء التراث، بیروت

پہلے بار گاہِ ایزدی میں اپنے معاصی کی معافی طلب کرے پھر مغفرت کا سوال کرے اور معافی ومغفرت کے کرانے کے بعد رحمتِ خداوندی کی طرف متوجہ ہو۔) اور آگے فرماتے ہیں ظلمات اور اندھیریوں سے نکال کر نور کے سایہ میں آجانے کے بعد بلاواسطہ وبلاحجاب تکلّم کرنا بہتر ہے۔ کیوں کہ انسان اس کے بعد مغفور ومرحوم ہو کر محبوبیت کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے پس اب اس کے اندر مولیٰ حقیقی سے بلاحجاب تکلم کرنے کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مقدس میں اس کی نظیر "اَنْتَ مَوْلٰنَا" موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا:

اَمَّا ذِکْرُ الْمَغْفِرَۃِ بَعْدَ الرَّحْمَۃِ یُرَادُ بِھَا اَرْبَعُ اٰلَاءٍ:

اَحَدُھَا: تَوْفِیْقُ الطَّاعَۃِ، ثَانِیْھَا: فَرَاخِیُ الْمَعِیْشَۃِ، ثَالِثُھَا: اَلْمَغْفِرَۃُ بِغَیْرِ حِسَابٍ، رَابِعُھَا: دُخُوْلُ الْجَنَّۃِ

مغفرت کے بعد رحمت کو ذکر کرنے میں نکتہ اور مصلحت یہ ہے کہ اس سے چار نعمتیں مراد ہیں:

۱) توفیقِ طاعتِ خداوندی۔ ۲) فراخیٔ معیشت۔ ۳) بے حساب مغفرت۔ ۴) دخولِ جنّت۔

حقیقتِ حیا

فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الْحَیَاءِ اَنَّ مَوْلَاکَ لَا یَرَاکَ حَیْثُ نَھَاکَ[۵۲]

"یعنی حیا کی حقیقت یہ ہے کہ مولیٰ نے جن چیزوں کے ارتکاب سے تمہیں منع فرمادیا اب اس حالت میں تمہیں نہ دیکھے۔"

حیا کی دو قسمیں ہیں: حیا محمود: جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ حیا مذموم: توبہ سے شرم آنا۔ اعمالِ صالحہ سے شرم آنا۔ حیا مذموم کی مثال۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

۵۲؎ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۷۰، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ

حیا محمود کی مثال ؎

ہم اسی منہ سے کعبہ جائیں گے
شرم کو خاک میں ملائیں گے
ان کو رو رو کے ہم منائیں گے
اپنی بگڑی کو یوں بنائیں گے

اوّل شعر غالب کا ہے اور دوسرے اشعار محمود حیا کے حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

حقیقتِ صبر

۱۔اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَةِ: اوامر اور احکام کی اطاعت پر استقامت۔

۲۔اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَةِ: مصائب پر دعائے عافیت کے ساتھ عدم شکوہ واعتراض، جس کو تسلیم ورضا کہتے ہیں۔

۳۔اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِیَةِ: معاصی سے اجتناب کی تکالیف کو برداشت کرنا اور ارتکاب سے اپنے نفس کو محفوظ رکھنا۔[۵۳]

عجب اور کبر

سالکین کے لیے سب سے زیادہ حجاب دو چیزوں سے ہوتا ہے ایک تو جاہ دوسرا باہ۔ جاہ کے معنٰی لوگوں میں بڑا بننے کا شوق۔ عجب کے معنٰی اپنے کو بڑا سمجھنا، اور کبر کہتے ہیں اپنے کو بڑا بھی سمجھنا اور دوسرے کو حقیر بھی جاننا۔ ان دونوں میں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آدمی اپنے کو بڑا سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جاتا ہے اور جب بندہ اپنی نظر میں چھوٹا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑا ہو جاتا ہے۔ یہ مرض ابلیسی مرض ہے۔

۵۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۶/۲، کتاب الطہارۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

عجب اور کبر کا علاج

۱۔ اپنے خاتمہ کا استحضار کہ نہ معلوم مرتے وقت کیا حال ہو گا۔

۲۔ قیامت کے دن ہمارا کیا نمبر لگے گا۔ ہم امتحان دینے والے اور اللہ تعالیٰ امتحان لینے والے ہیں، نمبر امتحان دینے والے کے ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے بلکہ لینے والے کے اختیار میں ہوتا ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا[۵۴]

موت وحیات کو اس لیے پیدا فرمایا کہ اللہ پاک تم سے اس کا امتحان لیویں کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تین تفسیر ہیں:

۱۔ اَیُّکُمْ اَتَمُّ عَقْلًا، ۲۔ اَیُّکُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللہِ تَعَالٰی،

۳۔ اَیُّکُمْ اَسْرَعُ فِیْ طَاعَاتِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ[۵۵]

۳۔ اپنے گناہوں کا استحضار۔ اپنے اندر اتنے عیوب ہوتے ہوئے دوسروں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا حماقت ہے اور دوسرے کسی کی تعریف سے اپنے کو اچھا سمجھنا بھی حماقت ہے۔

اس پر ایک واقعہ ارشاد فرمایا: ایک شخص کا ایک گھوڑا تھا، بہت سے عیوب اس میں تھے، کبھی سوار کو کہیں گرا دیا یا کہیں جا کر بیٹھ گیا سوار اس سے پریشان ہوتا رہتا ہے، مالک نے اس کو فروخت کرنے کے لیے کسی دلال کے حوالے کر دیا کہ اسے فروخت کر دو اس میں یہ یہ عیوب ہیں۔ وہ دلال مالک کو بھی ساتھ لے کر فروخت کرنے گیا۔ خریداروں کے سامنے دلال نے اس کی تعریف کرنی شروع کر دی، واہ اس میں یہ خوبی ہے، مالک ساتھ تھا وہ دلال کی تعریف سن کر کہنے لگا اگر اس میں اتنی خوبیاں ہیں تو میں اسے نہیں بیچتا۔ یہ شخص احمق نہیں تو اور کون ہے، کہ اس کی معمولی تعریف پر زندگی بھر کا تجربہ بھول گیا۔

۵۴؎ الملک:۲

۵۵؎ روح المعانی:۲۹/۵، الملک(۲)، دار احیاء التراث، بیروت

تفسیر القلب السلیم

قَالَ تَعَالٰی: یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾
اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾[۵۶]

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اُس (قیامت کے) دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، مگر وہی شخص فائدے میں رہے گا جو قلبِ سلیم (بھلا چنگا دل) لے کر اللہ کے حضور آئے گا۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں قلب سلیم کی تفسیر کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

صَاحِبُ الْقَلْبِ السَّلِیْمِ الَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ فِیْ سَبِیْلِ الْبِرِّ

قلب سلیم والا وہ ہے جو اپنے مال کو بھلائی (نیکی) کے کاموں میں خرچ کرتا ہے۔

اَلَّذِیْ یُرْشِدُ بَنِیْهِ اِلَی الْحَقِّ

(اور) وہ شخص جو اپنی اولاد کو دین کی راہ پر چلنے کی ہدایت کرتا رہتا ہے۔

هٰذَیْنِ التَّفْسِیْرَیْنِ نَظَرًا عَلَی الْاٰیَةِ الْمَذْکُوْرَةِ:
لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ[۵۷]

یہ دونوں تفسیریں آیت مذکورہ کے جملہ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہیں۔

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ یَکُوْنُ خَالِیًا عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ اَیْ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالنِّفَاقِ وَالْبِدْعَةِ[۵۸]

قلب سلیم وہ ہوگا جو باطل عقائد یعنی کفر و شرک و نفاق اور بدعت سے محفوظ ہو۔

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ یَکُوْنُ خَالِیًا مِّنْ غَلَبَةِ الشَّهَوَاتِ الَّتِیْ تُؤَدِّیْ اِلَی النَّارِ[۵۹]

---

۵۶ الشعراء: ۸۸،۸۹

۵۷ روح المعانی: ۱۹/۱۰۰، الشعرآء (۸۹)، دار احیاء التراث، بیروت

۵۸ مرقاۃ المفاتیح: ۹/۲۰۳، (۴۹۹۴)، کتاب الاٰداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، دار الکتب العلمیة، بیروت

۵۹ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۳۱، (۹۵۵)، کتاب الصلٰوة، باب الدعاء فی التشهد، دار الکتب العلمیة، بیروت

قلب سلیم وہ ہے جو جہنم میں پہنچانے والی شہوات سے مغلوب نہ ہوا ہو۔

وَقَالَ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی:

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ غَیْرُ اللهِ، وَھٰذَا مَقَامُ اَوْلِیَاءِ الصِّدِّیْقِیْنَ[۲۰]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلب سلیم وہ ہے جس میں غیر اللہ کا گزر نہ ہو سکے۔ یہ مقامِ اولیائے صدیقین ہے۔

تفسیر الصدیق

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلصِّدِّیْقُ ھُوَ الَّذِیْ لَا یَتَغَیَّرُ عَلَیْهِ بَاطِنُ اَمْرِهٖ مِنْ ظَاھِرِهٖ

صدیق وہ ہے جس کے باطن میں اس قدر قوی تعلق مع اللہ ہوتا ہے جو ظاہری حالات سے متأثر نہیں ہوتا۔

اَلصِّدِّیْقُ ھُوَ الَّذِیْ لَا یُخَالِفُ قَالُهٗ حَالَهٗ

صدیق وہ ہے جس کا قال اس کے حال کے مخالف نہ ہو یعنی قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

اَلصِّدِّیْقُ ھُوَ الَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَاءِ مَحْبُوْبِهٖ (کَمَا کَانَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ)[۲۱]

صدیق وہ ہے جو اپنے محبوب (حقیقی) کی خوشنودی کے لیے دونوں جہاں قربان کر دے (جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔)

تفسیر الابرار

اَلْاَبْرَارُ جَمْعُ الْبَرِّ کَالْاَرْبَابِ جَمْعُ رَبٍّ، وَقِیْلَ جَمْعُ الْبَارِّ کَالْاَصْحَابِ جَمْعُ الصَّاحِبِ

---

[۲۰] روح المعانی: ۱۰۱/۱۹، الشعرآء (۹۰)، دار احیاء التراث، بیروت

[۲۱] روح المعانی: ۸۷/۱۳، یوسف (۴۶)، ذکرہ فی باب الاشارات، دار احیاء التراث، بیروت

ابرار "بَرّ" کی جمع ہے جیسا کہ رَبّ کی جمع اَرْبَابْ آتی ہے۔ مگر بعض (اہلِ لغت) کے نزدیک بَارٌّ کی جمع ہے جیسا کہ صاحب کی جمع اصحاب ہے (معنٰی ایک ہی ہیں)

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فِیْ تَفْسِیْرِ الْاَبْرَارِ:

اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا یَرْضَوْنَ بِالشَّرِّ[۶۲]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر یہ کرتے ہیں:

ابرار وہ ہوتے ہیں جو چیونٹی تک کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتے اور ہر قسم کی بُرائی اور خطا سے ناخوش رہتے ہیں۔ اور اَلذَّرُّ کی تعریف میں یوں بیان کیا گیا ہے:

نَمْلَۃٌ صَغِیْرَۃٌ حَمْرَاءُ رَقِیْقَۃٌ۔ وَیُقَالُ اِنَّھَا تَجْرِیْ اِذَا مَضٰی، لَھَا حَوْلٌ[۶۳]

سرخ رنگ کی ننھی سی چیونٹی۔ کہتے ہیں یہ بہت تیز چلتی ہے۔

عرضِ احقر برائے حفاظتِ نظر

مرتبہ: مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہ العالی

اَمَّا بَعْدُ: بدنگاہی کی مضرات اس قدر ہیں کہ بسا اوقات ان سے دین اور دنیا دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ آج کل اس مرضِ روحانی میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بعض مضرات اور اس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر تحریر کر دیا جائے تاکہ اس کی مضرات سے حفاظت کی جا سکے۔ چناں چہ حسب ذیل امور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بہ سہولت ہو سکے گی۔

ان تحریر کردہ سات نمبروں کو ہر روز وظیفہ کی طرح پڑھ لیں:

۱۔ جس وقت مستورات کا گزر ہو اہتمام سے نگاہ نیچی رکھنا، خواہ کتنا نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو، جیسا کہ اس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور پر متنبہ فرمایا ہے ؎

---

[۶۲] عمدۃ القاری: ۲۱۸/۱، باب المسلم من سلم المسلمون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

[۶۳] روح المعانی: ۲۱۱/۳۰، الزلزال (۷)، دار إحیاء التراث، بیروت

دین کا دیکھ ہے خطر اٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

۲۔ اگر نگاہ اٹھ جاوے اور کسی پر پڑ جاوے تو فوراً نگاہ کو نیچی کر لینا خواہ کتنی ہی گرانی ہو خواہ دم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

۳۔ یہ سوچنا کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلت کا اندیشہ ہے، طاعات کا نور سلب ہو جاتا ہے، آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

۴۔ بد نگاہی پر کم از کم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجایش خیرات اور کثرت سے استغفار۔

۵۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی کی ظلمت سے قلب ستیاناس ہو جاتا ہے اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے حتیٰ کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے، باوجود تقاضے کے، اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا ہے۔

۶۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی سے میلان، پھر میلان سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اور ناجائز عشق سے دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔

۷۔ یہ سوچنا کہ بد نگاہی سے طاعات ذکر شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

احقر ابرار الحق عفا اللہ عنہ
۲۶ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ

معمولات برائے سالکین

۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پانچ سو بار۔ درمیان درمیان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)۔

۲) اسم ذات اَللّٰه سو مرتبہ۔

۳) درود شریف صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ تین سو بار۔[۶۴]

۴) دو رکعات صلوٰۃ توبہ اور دو رکعات صلوٰۃ حاجت بعد نماز عشاء قبل وتر اور بعد نماز توبہ تمام معاصی سے خوب الحاح کے ساتھ روتے ہوئے یا رونے والوں کی شکل بناتے ہوئے استغفار کرنا اور صلوٰۃ حاجت کے بعد دونوں جہاں کی عافیت اور اپنی اصلاح کی درخواست کرنا۔

۵) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ سو بار۔

۶) مراقبۂ موت اور مراقبۂ قبر اور مراقبۂ قیامت تین تین منٹ اور تین منٹ یہ مراقبہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

۷) تلاوتِ قرآن پاک با تجوید حروف کے ساتھ اور مناجاتِ مقبول کی ایک منزل۔

۸) اگر قرآن شریف کے حروف صحیح نہ ہوں تو کسی قاری سے تصحیح کریں۔

۹) بعدِ نمازِ فجر و بعدِ نمازِ مغرب تینوں قل یعنی سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس تین بار اور حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سات بار، اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار سورۂ حشر کی آخری تین آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک ایک بار بعد فجر، بعد مغرب دونوں وقت یہ معمول ادا کریں۔

۱۰۔ ''انوارِ سنت'' سے تمام سنتیں یاد کرکے ان پر خود عمل کرنا، اور گھر والوں کو عمل کرنے کی ہدایت کرنا۔

بہشتی زیور کا حصہ نمبر سات اور ''قصد السبیل'' اور ''تعلیم الدین'' اور ''تبلیغ دین'' اور ''آداب المعاشرت'' اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' ان کتابوں کا ہر روز مطالعہ کرنا اور پرچہ بد نگاہی کا ہر روز صبح ایک بار پڑھنا۔

---

[۶۴] نوٹ: یہ وظیفہ ہر ایک کے پڑھنے کا نہیں ہے۔ ذکر کی تعداد اپنے شیخ سے پوچھ کر متعین کرنی چاہیے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی نا صرف یہ کہ خود اپنی اصلاح اور قلب کو غیر اللہ سے پاک رکھنے کی احتیاط میں گزری بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے سے زندگی کے مختلف شعبوں میں جس طرح قلوب کی اصلاح اور نفوس کی تربیت کا کارنامہ سرانجام دلوایا ہے وہ امت میں خال خال بزرگانِ دین کے حصے میں آیا ہے۔

یہ کتاب ''ارشاد السالکین'' شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمودہ اُن انمول موتیوں کا مجموعہ ہے جو آپ نے قرآن وحدیث کے بحر بیکراں کی گہرائیوں سے نکال کر امت کے سامنے پیش فرمائے اور جن سے سالکین اپنے دامن بھر رہے ہیں۔ حضرت والا کی مختلف تصنیفات وتالیفات میں بکھرے موتیوں کو جمع کر کے اس کتاب کی شکل میں شایع کیا جارہا ہے جس میں قرآن پاک واحادیث مبارکہ کی روشنی میں روزمرہ کے معمولات خصوصاً حضرات مجازین کے لیے بہت قیمتی نصیحتیں درج کی گئی ہیں۔

www.khanqah.org

AM002